انوارِ شریعت
سُنّی دارالاشاعت
علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ
فیصل آباد پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

(ہزاروں مسائل کی معلومات کا خزینہ)

# جامع الفتاویٰ

حصہ اوّل ــــ تا ــــ ہشتم

از

- افادات مجدد اسلام شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ
- حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ
- صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہٗ
- مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

مُرتّبہ

مولانا محمد اسلم علوی قادری رضوی

80/-

الناشر

سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور

بار اول ـــــــــــــ سنہ ۱۹۷۰ء سنہ ۱۳۹۰ھ

تعداد ـــــــــــــ ایک ہزار

ناشر ـــــــــــــ سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور

مطبوعہ ـــــــــــــ دین محمدی پریس لاہور

کتابت ـــــــــــــ غلام سرور قادری رضوی

قیمت ـــــــــــــ سفید کاغذ ۱۲ روپے۔ نیوز پیپر ۱۰ روپے

**سوال** :۔ کیا وجہ ہے کہ امام بخاری نے امام صاحب کی توہین اپنی کتاب تاریخ وکتاب بخاری میں کی ہے اور فرقہ وہابیہ نجدیہ شب و روز امام صاحب اور ان کے متبعین کی توہین کرتے رہتے ہیں۔ اور کتب فقہ متداولہ کے پڑھنے والے کو کافر جانتے ہیں۔ چنانچہ بوتے عنبلین صفحہ ۷، ۸ میں لکھا ہے کہ ان کتابوں کو جلا دینا چاہیئے کیونکہ ان کے پڑھنے سے ایمان خارج ہو جاتا ہے۔ جواب دو اجر ملے گا۔

**الجواب** :۔ امام بخاری کی عداوت اس لئے امام صاحب کے ساتھ ہوئی اور ۲۴ جگہ بخاری میں حقارت سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بعض الناس سے یاد کیا کہ امام ابوحفص کبیر بخاری شاگرد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ انہوں نے امام بخاری کو فتویٰ دینے سے منع کیا۔ اور کہا کہ تم فتویٰ دینے کے قابل نہیں چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ امام بخاری نے لوگوں سے مسئلہ دریافت کیا کہ اگر لڑکی اور لڑکا مل کر ایک بکری یا گائے کا دودھ پی لیں تو ان میں حرمت رضاع ثابت ہو جائیگی یا نہ اسی وقت لوگوں نے اسکو ملک بخارا سے نکال دیا۔ اور اسی بناء پر بخاری کے دل میں ایک ذاتی قسم کی عداوت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اور ان کے متبعین کے ساتھ ہوگئی چنانچہ نمونہ خروارے وہ کلمات درج کئے جاتے ہیں جو کہ امام صاحب اور ان کے شاگردوں کے حق میں انہوں نے لکھے ہیں۔ زندیق۔ مرجیہ رائی المذہب۔ بعض الناس۔ فسادی۔ شرارتی۔ باغی۔ نقل از تاریخ صغیر للبخاری وبنارسی و اعتناف اور اس لئے اس مقام پر علامہ عینی عمدۃ القاری جزو رابع صفحہ ۲۵۴ میں لکھا ہے ان ابن التین لما وقف علی ما قالہ البخاری فی تاریخ فی حق ابی حنیفۃ مما لا ینبغی ان یذکر فی حق من اطراف الناس فضلاً ان یقال فی حق امام ھو احد ارکان الدین۔ یعنی بخاری نے اپنی تاریخ میں امام ابوحنیفہ کے حق میں جو کلمات لکھے ہیں وہ ایسے ہیں جو کسی ادنیٰ آدمی کے حق میں بھی لکھے جانے کے لائق نہیں چہ جائیکہ ایک ایسے امام کی نسبت لکھے جائیں جو ایک رکن ہوا رکان دین میں سے اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب علی جرح البخاری صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے کہ یہ کوئی بڑی تعجب کی بات نہیں ہے بلکہ امام بخاری نے تو صحابہ کرام رسول علیہ السلام کی سخت توہین کی ہے وھو ہذا باب قول الرجل للرجل اخسأ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۹۱۱ یعنی یہ باب ہے قول رجل کا واسطے رجل کے اخساء پس یہاں پر رجل اول سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور رجل دوم سے مراد ابن صیاد ہے باب قول الرجل مرحبا یعنی یہ باب قول الرجل مرحبا یعنی یہ باب ہے قول رجل کا مرحبا بخاری مطبوعہ ایضاً صفحہ ۲ ۱۱۱ اس جگہ بھی رجل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سوم باب ماجاء فی قول الرجل ویلک یعنی یہ باب ہے قول میں رجل کے ویلک بخاری مطبوعہ صفحہ ۹۱۰ یہاں بھی رجل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

باب قول الرجل لشی لیس بشئ بخاری مطبوعہ صفحہ ۹۱۷ اس مقام پر بھی رجل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس اب دیکھئے کہ بخاری کی متعدد جگہوں میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہا بلکہ بجائے اس کے لفظ رجل کا جو کہ عوام الناس کے حق میں بولا جاتا ہے کس کشادہ پیشانی سے بیدھڑک استعمال کیا گیا ہے کہ جو ہر حال میں سخت افسوس کے قابل ہے۔ بخاری پرست سب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مثل اپنے ایک آدمی جانتے ہیں اسکا ماخذ بھی کتاب بخاری ہو تو تعجب نہیں ہے الخ۔ اور یہ جو غیر مقلد نے لکھا ہے کہ تمام کتب فقہ کو جلا دینا چاہیے کیونکہ ان کے پڑھنے سے ایمان خارج ہو جاتا ہے۔ و کتب فقہ میں گندگی بھری ہوئی ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ فقہ کا ماخذ قرآن مجید و حدیث شریف ہے۔ فقہ اور حدیث میں صرف تغائر اسمی ہے مسمیٰ ایک ہی ہے پس جو شخص کتب فقہ کا منکر ہے وہ فی الحقیقت قرآن مجید و حدیث شریف کا منکر ہے۔ اور جو قرآن و حدیث شریف و فقہ کا منکر ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور حدیث مشکوٰۃ میں ہے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے و فریضہ عادلہ یعنی فقہ شریف اور علم فقہ کی خود حضور علیہ السلام نے بایں طور تعریف فرمائی ہے من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین و انما انا قاسم و اللہ یعطی نقل از بخاری و مسلم کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ خیر دینے کا ارادہ کرتا ہے اسکو دین میں تفقہ دے دیتا ہے اور قرآن مجید بھی اس پر شاہد ہے۔ یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا۔ اور خود امام بخاری نے فقہ حضرت حمید کے آگے دو زانو ہو کر سیکھی۔ اگر فقہ پڑھنی حرام ہوتی تو پھر امام بخاری وغیرہ محدثین کیوں پڑھتے۔ اور کتابیں فقہ کی کیوں تصنیف فرماتے اور اگر کتب فقہ میں بقول غیر مقلد نجدیہ وہابیہ نعوذ باللہ گندگی بھری ہوئی ہے تو ذرا مہربانی فرما کر بیان کریں کہ بدوں کتاب اللہ کے کونسی کتاب علم حدیث میں ہے جس میں حدیثیں بناوٹی اور نامعقول باتیں درج نہیں اگر کہو کہ صحاح ستہ میں سے بخاری شریف اعلیٰ کتاب بعد کتاب اللہ قابل عمل ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ بات بالکل لغو اور بناوٹی ہے کیونکہ اس مجموعہ بخاری کی حدیثوں کی صحت پر کسی زمانہ میں کسی محدث کا اتفاق نہیں ہوا اور نہ ہی تمام حدیثیں جو اس میں ہیں اور علاوہ ازیں امام بخاری نے مرجیہ و شیعہ و جبریہ و قدریہ و جہمیہ و اہل بدعت دہو ائیہ فرقہ سے حدیثیں نقل کی ہیں جن کی باتوں پر اعتماد کرنا منع ہے۔ اور اسکا مجملاً ذکر جلد گذر چکا ہے۔ اور لبوئے غسلین کے رد میں جرعہ غسلین در حلق غیر مقلدین مع[1] اغلاط البخاری بھی تیار کر دی گئی ہے۔ اور یہاں صرف چند حدیثیں برائے تسکین خاطر ناظرین کے درج کر دیتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ یہ بخاری مقبول فرقہ نجدیہ کے قابل ہیں وھو ہذا۔ حدثنا نعیم بن حماد حدثنا ھشیم عن حصین عن عمرو بن

---

[1]: الجرح البخاری عہ روپیہ سے مل سکتی ہے۔ اب اغلاط البخاری کی ضرورت نہیں رہی۔

میمون قال رأیت فی الجاھلیۃ قردۃً اجتمع علیھا قردۃ قد زنت فرجموھا فرجمتھا معھم سپارہ ۱۵ باب قسامۃ فی الجاھلیۃ۔ میں نے ایک بندر کو دیکھا اس نے زناہ کیا اور بندر سب جمع ہوئے اور سبھوں نے مل کر اس بندر کو رجم کیا۔ یعنی زمین میں ایک گڑھا کھود کر سینہ تک بندریکو گاڑا اور پتھروں سے اسقدر مارا کہ وہ مرگئی اور ہم نے بھی سب بندروں کے ساتھ مل کر اس کو رجم کیا۔ الخ۔

ناظرین ذرا انصاف فرمائیں کہ یہ حدیث عقل و نقل کے مطابق ہے ہرگز نہیں کیونکہ درندے پرندے اور بہائم تو شریعت کے مکلف ہی نہیں اور نہ ہی ان میں کوئی نبی ہے۔ پس جب یہ بات نہیں تو پھر وہ کس طرح پورے طور پر حدود شرعیہ کو ادا کر سکتے تھے۔ اور اگر فرقہ وہابیہ کے پاس ان کے مکلف ہونے کی کوئی دلیل ہے تو بتلایئے ؛

**حدیث نمبر ۲ :۔** ان عبد اللہ ابن عمر قال صلی بنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم العشاء اٰخر حیاتہ فلما سلم قام فقال ارأیتکم لیلتکم ھذہ فان رأس مائۃ سنۃ منھا لا یبقی ممن ھو علی ظھر الارض احد۔ سپارہ اول صفحہ ۴۵ باب ہمہ بالعلم۔ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر حیات میں اپنے کہ سو برس میں روئے زمین پر کوئی باقی نہ رہے گا۔ پس یہ حدیث بالکل موضوع یعنی بناوٹی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ زمین پر سو برس گذر چکے ہیں اور آپ کی پیشین گوئی بھی غلط نہیں ہو سکتی اور بدوں اس حدیث کے موضوع کہنے کے کوئی چارہ نہیں دیکھو فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت صفحہ ۲۱۲ و اخبار اہل فقہ ؛

**حدیث نمبر ۳ :۔** عن عبد اللہ بن عمر ارتقیت عن ظھر بیت حفصۃ لبعض حاجتی فرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقضی حاجتہ مستدبر القبلۃ مستقبل الشام۔ یعنی عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ ہم پشت مکان حضرت حفصہ سے بعض کام کو اپنے چڑھے۔ پس دیکھا میں نے آنحضرت کو قضائے حاجت کرتے ہوئے دراں حالیکہ پشت آپ کی جانب قبلہ کے تھی اور منہ آپ کا جانب شام کے مطلب یہ ہے کہ آپ نے پشت جانب قبلہ کے فرما کر حاجت کی حالانکہ آپ کی شان سے یہ بات بعید ہے۔ کیونکہ آپ نے خود اس سے منع کیا ہے ؛

**حدیث نمبر ۴ :۔** حدثنی ایوب عن نافع عن ابن عمر فأتوا حرثکم انّٰی شئتم قال یأتیھما فی دفی ﴿کذا﴾ بخاری قولہ تعالٰی نسآؤکم حرث ... حذفت المجرور ھو الظرف ای فی الدبر بخاری۔ مطبوعہ احمدی باب قولہ تعالٰی نساءکم حرث وتسطلانی اسجگہ یہ مطلب ہے کہ قبل و دبر میں وطی جائز ہے اور اس حدیث کو خواہ مخواہ حضرت عبد اللہ بن عمر کی طرف منسوب کیا ہے اور یہ غلطی کیسی بخاری سے فاش ظاہر ہوئی دیکھو ترمذی و ابو داؤد و نسائی میں کہ اس کے برعکس حدیث

مذکور ہیں جو کہ وطی فی الدبر کی حرمت پر شاہد ہیں :۔

**حدیث نمبر ۵** :۔ اَنَّهٗ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ فَلَمْ یُنْزِلْ قَالَ یَغْسِلُ مَامَسَّ الْمَرْاَةَ ثُمَّ یَتَوَضَّأُ وَیُصَلِّیْ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْغُسْلُ اَحْوَطُ۔ یعنی ابی ابن کعب سے مروی ہے کہ کہا اس نے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مرد اپنی عورت سے جماع کرے اور اسکو انزال نہ ہو تو کیا حکم ہے۔ فرمایا اپنے سر کو دھوئے وضو کرے۔ پھر نماز پڑھے الخ باب غسل مَا یُصِیْبُ مِنْ فَرْجِ الْمَرْاَةِ صفحہ ۴۱ پ ۲۔ ناظرین فرمایئے کہ یہ حدیث قابل عمل ہے اور اس پر اجماع صحابہ کا ہے ہرگز نہیں ہاں شاید غیر مقلد اسپر عمل کرتے ہوں گے اگر کرتے ہیں تو بتلائیں :۔

**حدیث نمبر ۶** :۔ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی فَقَدْ کَذَبَ (ترجمہ) ابوہریرہ سے ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں اس نے جھوٹ بولا بخاری باب ایضاً وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اور اسی باب میں ہے فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لَا تُفَضِّلُوْا بَیْنَ اَنْبِیَاءِ اللّٰهِ۔ پس ان ہر دو حدیث کا یہ مطلب ہے کہ کسی نبی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دی جائے۔ اگر کوئی شخص کسی نبی کو یونس بن متی پر فضیلت دیگا وہ کاذب ہے کیا غیر مقلدین صاحب ایمان سے بیان کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یونس بن متی سے بہتر اور افضل ہیں یا نہیں۔

**حدیث نمبر ۷** :۔ بخاری باب البول قائماً او قاعداً حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مذکور ہے اَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ جِئْتُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ۔ یعنی آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے خاکروب پر پس پیشاب کیا آپ نے وہاں کھڑے ہو کر پھر پانی طلب فرمایا میں حضرت کی خدمت میں پانی لایا تو آپ نے وضو کیا۔ پس یہ حدیث کئی وجہ سے خلاف عقل کے ہے کیونکہ یہ شان وامامت واخلاق نبوی کے بالکل خلاف ہے کہ ایک ایسے شان والا نبی لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر پیشاب کرے۔ اور بعد پیشاب کرنے کے باتیں کرے اور اس بات کا خیال بھی نہ کرے کہ پاؤں پر قطرات پڑیں گے اور لوگ کیا کہیں گے اور ایک حدیث میں ہے کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد نبوی میں ہمیشہ کتے آتے جاتے تھے۔ تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں پانی نہیں چھڑکتے تھے۔ اور اس حدیث کی شرح میں علامہ عینی نے لکھا ہے احْتَجَّ بِهِ الْبُخَارِیُّ عَلٰی طَهَارَةِ بَوْلِ الْکِلَابِ۔ یعنی حجت پکڑی ہے اس حدیث سے بخاری نے اوپر پاک ہونے پیشاب کتے کے بخاری جلد اول مطبوعہ احمدی صہ ۲۹ :۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے پیالہ پانی منگوایا پس اسی پیالہ میں ہاتھ منہ دھویا اور کلی ڈالی بخاری

سیپارہ اول صفحہ ۸۳ ؛

اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں دَعَا بِقَدَحٍ فِيْهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَجْهَهُ فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ الخ ؛ کیا ناظرین انصاف فرمائیے کہ اسی پیالہ میں منہ دھونا اور اسی میں کلی ڈالنا یہ امر عقل تسلیم کر سکتی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم الیسا کریں اور لوگوں کو تعلیم دیں ہرگز نہیں۔ اور علاوہ ان باتوں کے ایک اور عجیب قصہ ہے جو کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری سے مؤلفہ جرح البخاری واخبار اہل فقہ نے بندر کی کہانی کی تائید پر نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک روایت میں ہے۔ ایک گھوڑے کو ایک گھوڑی سے جو اسکی ماں تھی ملانے کے لئے لے گئے تو گھوڑے نے توجہ نہ کی کیونکہ وہ گھوڑی اسکی ماں تھی پھر یہ تجویز کی گئی کہ گھوڑی پر پردہ ڈالا گیا تاکہ گھوڑا اسکو پہچان نہ سکے مگر جب گھوڑے نے اس پر جست کی تو سونگھنے سے اسکو معلوم ہو گیا کہ ماں ہے پس اس گھوڑے نے اپنے منہ سے اپنے عضو مخصوص کو کاٹ ڈالا۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ جب گھوڑے میں اتنی تمیز ہے کہ اپنی ماں پر جست نہیں کرتا تو بندر تو بہ نسبت گھوڑے کے زیادہ سمجھدار ہے اگر بندروں نے کسی بندریا کو زنا کی سزا میں رجم کر دیا تو کوئی تعجب نہیں الخ ؛

ناظرین یہاں بھی غور فرماویں اور وہابیوں سے دریافت کریں کہ کیا بندروں میں بھی کوئی قاضی ہے اور ان میں نکاح وطلاق کا قاعدہ مقرر ہے اور گھوڑے میں یہ تمیز ہے اور گھوڑے کا منہ عضو مخصوص تک بھی پہنچ سکتا ہے ہرگز نہیں (حل مشکلات بخاری صفحہ ۹، ۱۰ جلد اول) پس اب غیر مقلد مؤلف بوئی غسلین فرمائیں کیا یہ باتیں بخاری کی قابل تسلیم و لائق تعمیل و مطابق قرآن مجید واقوال جمہور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ہیں ہرگز نہیں اگر ہیں تو جواب دیں ورنہ تم بخاری وغیرہ کتب حدیث صحاح ستہ کو ضائع کر دو تاکہ غیر مذاہب ان کو دیکھ کر حملہ نہ کریں اور فرقہ شیعہ وچکڑالوی ونیچری ومیرزائی وغیرہ اسلام پر ہنسی نہ اڑائیں فقط فافہم ولا تعجل ؛

**سوال :۔** مولوی عبدالجبار صاحب امرتسری کے کیسے خیال تھے کیونکہ اکثر لوگ ان کو اچھا سمجھتے ہیں انصاف سے جواب دو ؛

(السائل مولوی جلال الدین موی والا ضلع فیروزپور)

**الجواب :۔** مولوی عبدالجبار کے اکثر خیالات دیگر غیر مقلدین کی طرح تھے لیکن اسکی تحریر و تصنیف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کچھ مادہ انصاف و خدا ترسی کا بھی تھا اس لئے اکثر غیر مقلد و نام کے حنفی اسکو اچھا مانتے ہیں۔ اور اسجگہ بطور مشتے نمونہ از خروارے اسکی علمیت و عقیدہ کا نقشہ تحریر کر دیتا ہوں دیکھو مولوی عبدالاحد خانپوری کی کتاب افادۃ البرہان بر تصحیح و تصویب واسکے دستخط ہیں جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ خدا کی ذات حادث ہے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک اور اصل عبارت یہ ہے ورنہ لازم آئیگا کہ حدوث افلاک و مافیہا اور ارضین و مافیہا اور حدوث ملائکہ وجن وآدم و ابراہیم وموسیٰ و

قیاس کا منکر ہے وہ خارجی اور شیعہ ہے۔ وہو ہذا۔ من لا یقبل شہادتہ من المبتدعین لا یصح تقلید القضاء وکذا تقلید من لا یقول بالاجماع کالخوارج او بالاخبار الاحاد کالقدریۃ او بالقیاس کالشیعۃ یعنی جو شخص اہل بدعت سے ہے اسکی شہادت اور اسکو قاضی بنانا بھی درست نہیں اور اسی طرح جو اجماع کا قائل نہیں اسکو بھی قاضی بنانا جائز نہیں کیونکہ اجماع کا منکر مثل خارجیوں کے ہے اور جو اخبار احاد کا قائل نہیں وہ مانند شیعہ کے ہے۔ انتہی۔ اور کتاب نبراس صفحہ ۴ بحوالہ کتاب مشکوٰۃ الانوار لکھا ہے کہ جو شخص ظاہر روایت پر عمل کرتا ہے وہ فرقہ باطل سے ہے۔ اور فتح المبین صفحہ ۳۰ میں لکھا ہے کہ جو شخص قیاس مجتہد کا منکر ہے اسکو علمائے دین سے شمار ذکیا جائے۔ اور تہذیب الاسماء میں لکھا ہے وہ گمراہ اور گمراہ کنندہ ہے۔ غرضیکہ فرقہ اہلسنت وجماعت کو چاہیئے کہ اس فرقہ ضالہ سے اجتناب کرے۔

**سوال:** رتبہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بڑے تھے یا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ اور غیر مقلدوں کا یہ کہنا کہ امام صاحب کو حدیث کا علم نہ تھا صرف سترہ حدیثیں جانتے تھے صحیح ہے یا غلط؟

**جواب:** امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کئی وجوہات سے امام بخاری پر فضیلت رکھتے ہیں۔ امام بخاری نہ تو تابعی اور نہ تبع تابعین سے ہیں۔ کیونکہ ان کی پیدائش ۱۹۴ ہجری میں ہوئی اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ۶۱ یا ۸۰ ہجری (علی اختلاف الاقوال) میں پیدا ہوئے۔ جو زمانہ خیر القرون تھا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم الخ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دیکھنے والے اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ کے ملنے جلنے والے لوگ بہتر ہیں۔ اور امام صاحب درجہ تابعی اور تبع تابعین ہونے کا رکھتے تھے۔ کیونکہ آپکا انتقال ۱۵۰ھ میں ہوا۔ سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ درجہ کہاں؟ دوسری وجہ یہ ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا۔ اور تابعی بھی اسی کو کہتے ہیں کہ جس نے بحالت اسلام کسی صحابی کا خواہ ایک لحظہ ہی زمانہ پایا ہو۔ خواہ اس سے حدیث سنی ہو یا نہ سنی ہو۔ اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو کچھ صحابہ اور ایک صحابیہ سے حدیثیں سنیں۔ اور بعض صحابہ امام صاحب کے شروع جوانی تک زندہ رہے۔ اور آپ نے ان کی زیارت کی اور جو آپکی جوانی تک زندہ رہے وہ تین ہیں (۱) حضرت انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی وفات ۹۳ھ میں ہوئی۔ (۲) سہل بن سعد جنکا انتقال سن ۹۱ھ میں ہوا (۳) ابو الطفیل بن واثلہ جنکا انتقال سن ۱۰۲ھ میں ہوا۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں تو کوئی صحابی زندہ نہ تھا پس آپکو کسی صحابی کی زیارت کہاں نصیب ہوئی۔ تیسری وجہ فضیلت کی یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس شہر کوفہ کے رہنے والے تھے جو دار الحدیث تھا۔ اور جس میں

ڈیڑھ ہزار صحابہ جلیل القدر نے سکونت اختیار کی۔ اور جس میں ستر اصحاب اہل بدر میں سے داخل ہوئے۔ اور یہ کوفہ وہ شہر ہے جسکے بارے میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا رُمحُ اللّٰہِ وسیفُ اللّٰہِ وکنزُ الایمانِ وجُمجمۃُ العربِ ورائدُ الاسلامِ ووجوہُ النّاسِ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس شہر بخارا کے رہنے والے تھے جس میں کسی صحابی کا قدم بھی نہیں پہنچا چوتھی وجہ یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پرورش و تعلیم امام جعفر صادق ابن امام باقر رضی اللہ عنہما کی گود اور مجلس سے حاصل کی۔ اور یہ رتبہ امام بخاری کو کہاں حاصل ہوا۔ اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چار ہزار شیوخ (استاد) تھے۔ جن سے آپ نے حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان کا اور ان کے شاگردوں کا مفصل ذکر انشاء اللہ تیسری جلد میں ہوگا :: تعجب ہے کہ جو شخص ۸۰ھ میں پیدا ہو اور ۱۵۰ھ میں اسکا انتقال ہو اور بڑے بڑے صحابہ عادل وثقہ مثل حضرت اسود اور علقمہ عطا و عکرمہ مجاہد مکحول و حسن بصری سے روایت کی ہو۔ اور خاندان اہلبیت سے فیض ظاہری اور باطنی حاصل کیا ہو۔ کیا ایسے شخص کو صرف سترہ حدیثیں ملیں۔ اور ایک شخص جو ۲۰۰ھ میں ایک معمولی شہر بخارا میں پیدا ہوا۔ اور جس نے کسی صحابی کو بھی نہ دیکھا ہو۔ اور نہ ہی خاندان اہلبیت میں سے کسی کی صحبت میں سے کچھ فیض لیا۔ اور گھر میں بیٹھے بٹھائے چھ لاکھ حدیثیں جمع کر لیں۔ اس بات کو کون صاحب عقل سلیم تسلیم کر سکتا ہے۔ اور اب ناظرین خود تصفیہ فرمالیں کہ کس کو وسائل و ذرائع و مواقع حدیثوں کے جمع کرنے کا امورات مذکورہ بالا میں زیادہ تر دستیاب ہوا۔ اہل انصاف خود انصاف فرمالیں۔ کہ امام صاحب کو جن کے صرف حدیث کے چار ہزار استاد ہیں کس قدر بیشمار حدیثیں یاد ہوں گی۔

**سوال:** غیر مقلد کہتے ہیں کہ امام صاحب کا حافظہ بہت خراب تھا نہ مجتہد نہ امام نہ عالم۔ صرف زاہد اور عابد تھے اور امام صاحب ثقہ نہیں ہیں۔ بلکہ ضعیف ہیں۔ اور مذہب ان کا مرجیہ تھا۔ چنانچہ کتاب الانصاف مصنف غیر مقلد عبد الکریم صفحہ ۴۲ میں مذکور ہے :۔

**جواب:** متعصبین ودشمنان آئمہ دین و مجتہدین کا یہ دستور ہے کہ حق بات کو چھپانا اور آگے پیچھے کی عبارت اڑا کر عوام الناس کو دھوکہ دینا اور نکتہ چینی بزرگان دین کی کرتے رہنا ہے

نباشد نکتہ گیری آدمیت ، کہ کار سگ بود آہو گرفتن

دیکھو بڑے بڑے علمائے دین و محدثین نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب تیار کئے۔ اور آپ سے روایات لے کر کتابیں بنائیں۔ اور آپ کے فیض ظاہری و باطنی سے معمور ہوئے۔ اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مجتہد و اور فقیہ زماں اور حافظہ میں حافظ۔ اور ثقاہت میں سب سے اعلیٰ ان کے ہمعصر محدثین نے اپنی اپنی تصانیف میں لکھا

ہے۔ وہو ہذا۔ وقال علی بن مدینی ابوحنیفۃ روی عنہ الثوری وابن المبارک وحماد بن زید وہشیم ووکیع بن الجراح وعباد بن العوام وجعفر بن عون وھو ثقۃ یعنی کہا علی بن مدینی نے کہ ابو حنیفہ ثقہ تھے۔ ان سے روایت کیا ہے سفیان ثوری وعبداللہ بن مبارک وحماد بن زید ووکیع بن جراح وعباد بن عوام وجعفر بن عون وغیرہ نے۔ خیرات الحسان صفحہ ۶۸۔:۔ اور کتاب خیرات الحسان ابن حجر مکی صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے قال شعبۃ واللہ کان ابوحنیفۃ حسن الفھم جید الحفظ یعنی کہا امام شعبہ محدث علامہ نے کہ خدا کی قسم کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فہم میں بہت اچھے اور حافظ میں بہت جید ہیں۔ اور صاحب نصرۃ المجتہدین صفحہ ۱۸۸ میں بایں طور لکھا ہے۔ قال وقیل لیحی ابن معین یا ابا بکر ابوحنیفۃ کان یصدق فی الحدیث قال نعم صدوق۔ کہا موصلی نے کہ سوال کیا ایک شخص نے یحی بن معین سے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ روایات میں سچے تھے یا نہیں۔ کہا ہاں وہ صدوق تھے۔ اور ابن حجر مکی شافعی کتاب خیرات الحسان میں لکھتے ہیں مرانہ اخذ عن اربعۃ الاف شیخ من ائمۃ التابعین وغیرھم ومن ثم ذکرہ الذھبی وغیرہ فی طبقات الحفاظ من المحدثین الخ یعنی یہ بات گذر چکی ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چار ہزار صحابہ تابعین وغیرہ سے حدیث اخذ کی ہے اس لئے امام ذہبی وغیرہ نے ان کو حفاظ حدیث کے طبقہ میں گنا ہے۔ اور جو شخص قلت حدیث ان سے روایت ہونے کا بیان کرتا ہے وہ محض حسد کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ چند حدیثیں حاصل کرنے کے سبب سے اسقدر بیشمار مسائل استنباط نہیں کر سکتا الخ۔ اور کتاب تقریب التہذیب صفحہ ۳۷۴ میں لکھا ہے اَلنُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ الْکُوْفِیُّ اَبُوْحَنِیْفَۃَ الْاِمَامُ یُقَالُ اَصْلُہٗ مِنْ فَارِسٍ وَیُقَالُ مَوْلٰی بَنِیْ تَیْمٍ فَقِیْہٌ مَشْھُوْرٌ مِنَ السَّادِسَۃِ مَاتَ سنۃ خمسین علی الصحیح۔ اور امام شیخ محی الدین نووی شارح صحیح مسلم نے روضۃ الطالبین میں بایں طور لکھا ہے اَمَّا الْاِجْتِھَادُ الْمُطْلَقُ فَقَالُوْا اخْتُتِمَ بِالْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ حَتّٰی اَوْجَبُوْا تَقْلِیْدَ وَاحِدٍ مِنْ ھٰؤُلَاءِ عَلَی الْاُمَّۃِ ونقل امام الحرمین الاجماع عَلَیْہِ یعنی کہا علمائے دین نے کہ اجتہاد مطلق ختم ہو چکا ہے۔ ساتھ ائمہ اربعہ کے یعنی امام اعظم وامام شافعی وامام مالک وامام احمد بن حنبل رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قیامت تک ان چار کے سوا مجتہد مطلق کوئی ہونیوالا نہیں پس واجب ہے کہ تقلید ان چار میں سے ایک کی کرے۔ اور حرمین شریفین نے اس پر اجماع قائم کیا ہے۔ اور جو غیر مقلدین فرقہ ظاہریہ وہابیہ نے بحوالہ غنیۃ الطالبین وتاریخ بخاری لکھا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرجیہ مذہب تھے اس لئے بخاری نے ان سے روایت نہیں کی افسوس معترض کے دل میں اتنا خیال بھی نہیں گذرا کہ میری اس چرپڑہ اور بے معنی بات کی کچھ اصل بھی ہے یا نہیں

ے شیوۂ جور و ستم سیکھو نہ ہرگز لے ہتو ، دیکھو دیکھو ہر کسی کا دِل دکھانا منع ہے

اگر امام بخاری وغیرہ نے اس لئے حدیثیں امام صاحب سے نہیں لیں کہ وہ مرجیہ مذہب تھے تو یہ کہنا محض غلط ہے کیونکہ امام بخاری وغیرہ نے تمام مذاہب باطلہ کے لوگوں سے حدیثیں لی ہیں جنکا ذکر جلد اول کے ضمیمہ میں گذر چکا ہے اور خود امام بخاری کے استاذ کے استاذ مرجیہ تھے۔ جنکے نام معترضین کو مختصر طور پہ بتلا دیتا ہوں تاکہ ناظرین کو یقین آجاوے۔ ابن تیمی مرجیہ تھا کتاب بخاری باب ظلم دون الظلم عمرو بن مرہ مرجیہ تھا کتاب بخاری باب علامات حب اللہ عز وجل۔ ذر ہمدانی مرجیہ تھا کتاب بخاری باب المتیمم ہل ینفخ فیہما۔ اور ترمذی ونسائی وابن ماجہ کا حال بھی عنقریب لکھا جائے گا۔ اور اگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دارقطنی وبخاری نے مرجیہ لکھدیا تو آپ کے اور اوران کے کہنے میں ان کی شان مبارک میں رائی کے دانہ برابر بھی کمی نہیں آسکتی۔ کیونکہ یہ اعتراض اور اتہام تو حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما پر بھی متعصبین نے لگا دیا تھا۔ دیکھو کتاب اقوال الصحیحہ صفحہ ۱۹۰۔ ومیزان الاعتدال صفحہ ۹ جلد اول۔ اور امام صاحب اس اتہام سے توبالکل بری ہیں کیونکہ خود اپنی کتاب فقہ اکبر مترجم صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں کہ ہم نہیں کہتے کہ مسلمان کو گناہ ضرر نہیں کرتا۔ اور نا ہی ہم کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں نہیں جائیگا۔ اور نا ہی ہم کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اگرچہ بدکار ہو بھر گیا دنیا سے مسلمان اور نا ہی ہم کہتے ہیں کہ نیکیاں ہماری خواہ مخواہ مقبول اور گناہ ہمارے معاف ہیں۔ کقول المرجیۃ الخ یعنی جیسا کہ مرجیہ لوگ کہتے ہیں الخ اور کتاب عقود الجواہر المنیفہ جزو اول صفحہ ۱۱ علامہ سید محمد مرتضیٰ لکھتے ہیں کہ یہ بات بالکل خلاف رائے اور بے اصل ہے۔ اگر امام صاحب مرجی یا رائی ہوتے تو آپ کے اصحاب بیشک آپ کی رائے کے برخلاف ہوتے۔ حالانکہ تمام متفق ہیں۔ اور ایک دو شخص کی بات اتنی مخلوقات کے مقابلہ میں کب تسلیم ہو سکتی ہے۔ وَلَمْ یصدق فی دعواہ حتی ان الصلوٰۃ عند ابی حنیفۃ خلف المرجیۃ لا تجوز الخ یعنی اسکو اپنے دعویٰ میں سچا نہ تصور کیا جاویگا یہاں تک کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرجیہ کے پیچھے نماز جائز نہیں اور امت کا اجماع اس بات پر ہو چکا ہے کہ امام اعظم آئمہ اربعہ میں سے ہیں جن پر سب کا اتفاق ہو چکا ہے۔ پس یہ اتہام امام صاحب پر متعصبین کا ہے۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر امام بخاری و دارقطنی وغیرہ نے امام صاحب کو مرجیہ مذہب میں گنا ہے تو یہ کہنا ان کا چند وجہ سے قابل تسلیم نہیں کیونکہ یہ لوگ ان کے ہم زمانہ وہم طبقہ نہیں ہیں کوئی تیسری صدی اور کوئی چوتھی صدی کا ہے۔ اور یہ محض ان کی سنی سنائی باتیں ہیں جنکی کوئی اصل نہیں چنانچہ کتاب الاقوال الصحیحہ صفحہ ۱۹۲ بحوالہ کتاب شرح مواقف وکتاب ملل نحل میں لکھا ہے کہ یہ اتہام فرقہ خارجیہ ومعتزلہ وغیرہ دشمنان نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر لگا دیا ہے جیسے کہ غسان کوفی وابن زبیر

وابن قتیبہ وجابر جعفی وخطیب بغدادی اور حالانکہ جابر جعفی وغیرہ کاذب ومتعصب ہیں۔ چنانچہ کتاب حیوٰت الحیوان جلد اول صفحہ ۲۸ اور کتاب اقوال الصحیحہ صفحہ ۵۶ اور ابن حجر مکی نے کتاب خیرات الحسان صفحہ ۶۶ و ۶۷ میں لکھا ہے کہ یہ محض بے اصل اور افتراء امام صاحب پر ہے۔ امام صاحب مرجی نہ تھے۔ اور علاوہ اسکے جو معترض نے غنیۃ الطالبین کا حوالہ دیا ہے۔ کہ پیر صاحب نے امام اعظم کوفی کو مرجیہ لکھا ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ بڑے بڑے علمائے دین ومؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ کتاب حضرت سید عبدالقادر جیلانی کی نہیں یہ کوئی اور عبدالقادر ہے۔ چنانچہ مولوی عبدالعزیز ملتانی نے کتاب کوثر النبی اور مولوی غلام قادر بھیروی نے کتاب نور ربانی کے اختتام پر لکھا ہے کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین جو مشہور ہے پیر صاحب کی نہیں۔ اور بڑے بڑے بزرگان دین کی زبانی سنا گیا ہے کہ یہ کتاب پیر محی الدین سید عبدالقادر کی نہیں انکی کتاب واقعی فتوح الغیب ہے۔ اور مولوی عبدالحکیم فاضل سیالکوٹی اسی کے ترجمہ فارسی میں لکھتے ہیں کہ یہ عبارت کسی مبتدع نے ملادی ہے۔ اور میرا بھی یہی خیال ہے کہ یہ عبارت کسی متعصب دشمن مذہب حنفی نے اسمیں درج کردی ہے۔ کیونکہ اسی کتاب غنیۃ الطالبین مترجم ترجمہ شیخ محی الدین مطبوعہ اسلامیہ صفحہ ۱۲۰ فصل وَالَّذِیْ یُؤْمَرُ بِہٖ وَیُنْکَرُ عَلٰی ضَرْبَیْنِ میں لکھا ہے کہ نہیں جائز واسطے فقیہ اور واعظ کے کہ تردید اور انکار کرنا مسائل اختلافیہ میں جنکو آئمہ اربعہ نے اجتہاد سے اخذ کیا ہے۔ اور نہیں جائز واسطے شافعی اور حنبلی کے کہ تردید کرے مسائل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اور نہیں جائز کسی کو کہ اٹھا دے دل کسی شخص کا مذہب شافعی اور حنبلی سے کیونکہ اٹھانا انکا جماعت میں تفرقہ ڈالنا ہے الخ پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ پیر صاحب کے نزدیک بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب حق اور سچے مذہب والے تھے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ جو اتہام امام صاحب کے مذہب پر مرجیہ ہونے کا اسمیں درج ہے کسی متعصب ضدی حسدی وہابی نجدی کا بن بنایا ہے۔ پیر صاحب کا یہ خیال ہرگز نہیں تھا ورنہ اس مذہب کی تردید کرتے اور کتب تواریخ وتصوف میں لکھا ہے کہ پیر صاحب مذہب حنفی کو اعلیٰ جانتے تھے اور آخری عمر کے حصہ کو اسی مذہب پر پورا کیا۔ اور علاوہ اسکے اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ عبارت پیر صاحب کی ہے تو بھی اس سے امام صاحب کا مرجیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ وہو ہٰذا واَمّا الحنفیۃ فہم اصحاب ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت الخ یعنی اما حنفیہ وہ یار ابو حنیفہ بن ثابت کے ہیں۔ انہوں نے یہ زعم کیا کہ تحقیق ایمان ومعرفت خدا کی اور اقرار کرنا ساتھ خدا اور اسکے رسول کے اور ساتھ اس چیز کے جو آئی ہے خدا کے پاس سے اجمالی طور پر جیسے کہ ذکر کیا اسکو برہوتی نے کتاب شجرہ میں۔ انتہی پس اب ناظرین احناف فرمائیں کہ اسمیں کہاں لکھا ہے کہ امام صاحب مرجی تھے۔ فقط اِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ؕ

سوال: کتاب بخاری میں کوئی حدیث ضعیف ہے یا نہیں۔ اگر اسمیں ضعیف ہیں تو پھر ان کو اصح کتاب بعد کتاب اللہ کس لئے کہا جاتا ہے؟ اور ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابوداؤد کا کیا حال ہے؟

جواب: کتاب بخاری و مسلم و ابن ماجہ و ترمذی و نسائی و ابوداؤد و مسند امام احمد حنبل کے بارہ میں علمائے دین محدثین نے لکھا ہے کہ یہ کتابیں ضعف سے خالی نہیں مانند دیگر کتابوں کے ہیں۔ اور یہ کتابیں جو صحاح ستہ کہاتی ہیں مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید میں بہت اعلیٰ اور صحیح ہیں۔ کیونکہ ان کے مؤلف شافعی المذہب تھے۔ اور بخاری شریف کو اصح بوجہ تغلیب کے کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ان میں اکثر حدیثیں صحیح ہیں۔ اور اسمیں بہت کم ضعیف۔ چنانچہ نصرۃ المجتہدین و شرح نخبہ ملا علی قاری و ابن حجر مکی و تذکرہ محمد طاہر پٹنی اور الاجوبۃ الفاضلۃ عن الاسئلۃ العشرۃ الکاملۃ مولانا مولوی عبدالحی وغیرہ میں دیکھو اور اگر کسی صاحب کو شک ہو تو جلد اول کتاب سلطان الفقہ کے ضمیمہ میں اصل عبارتیں اور صفحہ نوٹ دیکھ لے۔ اور مرد میدان ہو کر صحاح ستہ کے صحیح ہونے پر دلائل بیان کرے۔

سوال: بخاری شریف کی تمام حدیثیں موافق و مطابق قرآن مجید کے ہیں یا نہیں؟

جواب: بخاری شریف کی بہت سی حدیثیں کتاب اللہ کے برخلاف ہیں چنانچہ کتاب بخاری جلد دوم کتاب خصومات باب اذا لطم المسلم یہودیاً میں حدیث مذکور ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُخَیِّرُوْا بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ یعنی کہا ابو سعید نے کہ فرمایا آپ نے کہ بعض پیغمبر کو بعض سے بہتر مت کہو تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یعنی دی اللہ نے فضیلت بعض کو بعض پر۔ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیِّیْنَ عَلٰی بَعْضٍ بیشک ہم نے بزرگی دی بعض پیغمبروں کو بعض پر۔ پس ان ہر دو آیت کے برخلاف حدیث مذکور ہے۔ اور یہ کوئی بھی فرد تسلیم نہیں کر سکتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے خلاف قرآن مجید کے حکم فرمایا ہو گا۔ اور اسکے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں اسمیں درج ہیں جنکا ذکر تیسری جلد میں انشاء اللہ ہو گا؟

سوال: کیا بخاری میں حدیثیں ایک دوسرے کی مخالفت میں بھی وارد ہیں یا نہیں؟

جواب: بیشک بخاری میں ایک دوسرے کے خلاف بھی بہت حدیثیں درج ہیں چنانچہ کتاب الصوم باب الحجامت میں لکھا ہے ویروی عن الحسن عن غیر واحد الخ مرفوعاً افطر الحاجم والمحجوم الخ یعنی روایت کی جاتی ہے حسن سے۔ وہ کئی ایک سے مرفوع کرکے کہ روزہ کھولا سنگی لگانے والے اور لگوانے والے نے۔ عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم وھو محرم واحتجم وھو صائم یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ نے سنگی لگوائی باوجودیکہ آپ روزہ دار تھے۔ یہ دونو حدیثیں بالکل ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ پہلی حدیث سے

تو یہ ثابت ہوا کہ خون نکالنے والے اور نکلوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور دوسری سے ثابت ہوا کہ آپ نے حالت روزہ میں خون نکلوایا۔ پس اگر پہلی حدیث کو صحیح مانا جاوے تو دوسری غلط۔ اور اگر دوسری کو صحیح تصور کیا جاوے تو پہلی غلط۔

**سوال: بخاری میں کوئی حدیث ضعیف بھی ہے یا نہیں؟**

**جواب:** بخاری میں بہت حدیثیں ضعیف ہیں لیکن ناظرین کے واسطے صرف ایک ہی حدیث لکھدیتا ہوں وہو ہٰذا۔ ویروی عن ابن عباس وجرھد ومحمد بن جحش عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الفخذ عورۃ و قال انس حسر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن فخذہ الخ کتاب بخاری سپارہ ۳ باب مایذکر فی الفخذ یعنی روایت کی جاتی ہے ابن عباس اور جرہد اور محمد جحش سے وہ روایت کرتے ہیں حضور سے کہ ران ستر ہے کہا انس نے کہ کپڑا اٹھایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ران اپنی سے الخ اس حدیث کو علمائے محدثین نے ضعیف لکھا ہے اور اسی طرح مولوی عبدالجبار غزنوی صاحب نے اسی حدیث کے حاشیہ پر بایں طور لکھا ہے۔ اور وہ عبارت بعینہ یہ ہے۔ ابن عباس کی روایت کو ترمذی موصولاً لایا ہے۔ مگر اسکی اسناد میں ابویحییٰ قتات ضعیف ہے۔ اور جرہد کی روایت کو مالک موطا میں الخ اور خود امام بخاری اپنی تاریخ میں بسبب اضطراب اسکو ضعیف لکھا ہے۔ واللّٰہ اعلم بالصواب ۱۲

**سوال: چار مذہب کس نے بنائے جبکہ دین محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا ایک ہے تو یہ کیوں ایک نہیں؟**

**جواب:** ان چار مذاہب کا ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی سے ثابت ہے چنانچہ کتاب بحر الاسرار صفحہ ۱۶۰ میں لکھا ہے۔ وہو ہٰذا۔ وقد ذکر الشعرانی فی المیزان سند الائمۃ الاربعۃ وقدم الامام فقال الامام ابوحنیفۃ عن عطاء عن عباس عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن جبرائیل عن اللّٰہ عزوجل ثم اعقبہ بالامام مالک فقال الامام مالک عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن جبرائیل عن اللّٰہ عزوجل ثم اعقبہ بالامام الشافعی فقال الشافعی عن مالک الی اٰخر السند ثم اعقبہ بالامام احمد بن حنبل عن الشافعی عن مالک الی اخر السند رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم الخ یعنی تحقیق ذکر کیا شعرانی نے میزان میں سند چاروں اماموں کی اور مقدم کیا ابوحنیفہ کو اور کہا امام ابوحنیفہ نے روایت ہے عطا سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے حضرت سے انہوں نے جبرائیل اور انہوں نے عزوجل سے پھر پیچھے لایا اسکے امام مالک کو پس کہا امام مالک نے روایت ہے نافع بن عمر سے انہوں نے حضرت سے انہوں نے جبرائیل سے انہوں نے اللّٰہ عزوجل سے اور پھر اسکے پیچھے آیا امام شافعی کو پھر کہا شافعی نے مالک سے یعنی روایت کی آخر سند تک۔ پھر اسکے پیچھے لایا امام احمد بن حنبل کو۔ روایت ہے شافعیؒ سے انہوں نے مالک سے آخر سند